چھوڑ دو تم......

شیخ راحیل احمد۔ جرمنی

مذہب اسلام میں احکامات اور ان کی تشریح کے لیے قرآن کریم کے بعد کتب احادیث کی اہمیت سے مسلمان تو کیا کافروں کو بھی انکار نہیں۔ اور اس دور کے خود ساختہ نبی مرزا غلام اے قادیانی نے بھی ایک مرتبہ کہا کہ "کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو۔ جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو۔" مجھے ان کی یہ بات اچھی لگی، اسی لیے میں مجبور ہوں کہ اس بات میں ان کی تائید کروں۔ مرزا صاحب نے ختم نبوت پر جو ڈاکہ ڈالا، عقائد کو اپنے حملوں کا نشانہ بنایا اور اپنے آپ کو نبی قرار دے لیا، اس کے جواز ڈھونڈنے میں مرزا صاحب نے نہ صرف پہلی مذہبی کتب پر بلکہ قرآن کریم پر بھی دست درازیاں کیں، تحریف کی، جھوٹ باندھے اور من مانے تراجم کئے، اسی طرح اپنی خانہ ساز نبوت کو بجق ثابت کرنے کے لیے مرزا صاحب نے (کم سے کم الفاظ میں بیان کیا جائے تو انتہائی بے شرمی کے ساتھ) احادیث پر، اس کے بیان کرنے والوں پر بھی اپنی چیرہ دستیوں کا ہاتھ دراز کیا، چاہا تو کسی امام کے قول کو حدیث قرار دے دیا، چاہا تو ایک بار حدیث کو بے سند قرار دے کر، پیسہ اکٹھے کرنے کے لیے پھر اُسی کو پیش گوئی قرار دے دیا۔ اور جس حدیث کو انھوں نے چاہا رد کیا چاہے وہ ثقہ ترین احادیث میں سے ہو، اور جس حدیث کو چاہا، بطور دلیل کے پیش کر دیا چاہے وہ کتنی ضعیف ہی کیوں نہ ہو اور اس حدیث کے ضعیف ہونے کے کتنے ہی زبردست شواہد ہوں۔

جیسا کہ فرماتے ہیں: "تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں، جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔" (اعجاز احمدی/رخ، ج۱۹/ص۱۴۰)
یہ تو اقرار کر رہے ہیں لیکن بات صرف یہاں تک ہی نہیں رہتی بلکہ کئی احادیث کے من مانے ترجمے کئے اور جو باتیں احادیث میں نہیں تھیں وہ بھی احادیث سے منسوب کر دیں، اور کئی احادیث کے مطالب کو اپنی من مانی تاویلات کے بنے ہوئے جال میں دھکیل دیا۔ بعض حدیثوں کو بیان کرتے ہوئے دانستہ بہت سی باتوں کو چھوڑ گئے اور کچھ کو اس طرح بیان کیا کہ ایک دو سطر حدیث بیان کی اور اس کے ساتھ اپنا تبصرہ اس طرح گڈمڈ کیا کہ اس طرح ان کو اپنے من مانے معنی پہنا دئے اور ان کو پیش کر دیا اور باقی کی حدیث کو گول کر گئے۔ غرضیکہ جو بھی ایک جھوٹا مدعی نبوت قران، حدیث اور سنت کے ساتھ کر سکتا ہے نہ صرف مرزا صاحب نے بے دریغ کیا بلکہ آج تک کے آئمہ تلبیس میں وہ اس باب میں بھی ان تمام جھوٹے نبیوں کے سر خیل ثابت ہوئے بلکہ خاتم الآئمہ تلبیس ہوئے۔ مرزا صاحب کی احادیث پر چیرہ دستیاں تو بہت ہیں مگر خاکسار صرف چند

ایک مثالوں پر ہی قناعت کریگا، کیونکہ مقصد اس بات کی طرف توجہ دلانا ہے کہ جب انسان اپنی ذات کو جھوٹے نبی کی ذات میں ڈھال لیتا ہے تو کہاں تک جھوٹ کی نجاست میں منہ مارتا ہے، اور جھوٹ کے طومار خشک پتوں کے ڈھیروں کی طرح کئی کئی ڈھیر لگا دیتا ہے، لیکن سچائی کہ ایک جھونکے سے ہی یہ ڈھیر اڑنے لگتے ہیں اور جھوٹ کی لاش کو ننگا کر دیتے ہیں۔ اس طرح حقیقت جاننے والوں کا سچائی پر یقین اور پختہ ہوتا ہے۔ لیکن اگر مرزا جی کی ہر ایک چیرہ دستی کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو میرے خیال میں کئی ایک ضخیم کتابیں بھی ناکافی ہوں گی، اس لیے اس آرٹیکل کو دیگ میں سے چاول کے ایک دانے کے طور پر ہی قبول کریں۔

احادیث کے بارے میں مرزا صاحب کی مختلف آراء:

شروع شروع میں جب مرزا صاحب اپنی مذہبی کمپنی کی مشہوری کر رہے تھے، تاکہ نبوت کے آئندہ منصوبوں کی راہ ہموار ہو جائے، کیونکہ اس وقت مرزا صاحب کو بعض نامور اہلحدیث علماء کا تعاون بھی حاصل ہونے کی امید تھی۔ اس وقت مرزا صاحب کا اسلام کے مطابق تسلیم شدہ اصول:

☆ ''حدیثوں کا وہ دوسرا حصہ جو تعامل کے سلسلہ میں آ گیا اور کروڑہا مخلوق ابتدا سے اس پر اپنے عملی طریق سے محافظ اور قائم چلی آئی ہے۔ اس کو ظنی اور شکی کیوں کر کہا جائے؟ ایک دنیا کا مسلسل تعامل جو بیٹوں سے باپوں تک، اور باپوں سے دادوں تک، اور دادوں سے پڑدادوں تک بدیہہ طور پر مشہور ہو گیا، اور اپنے اصل مبدا تک اس کے آثار اور انوار نظر آ گئے۔ اس میں تو ایک ذرہ گنجائش نہیں رہ سکتی، اور بغیر اس کے انسان کو کچھ نہیں بن پڑتا کہ ایسے مسلسل عمل درآمد کو اول درجے کے یقینیات میں سے یقین کرے، پھر جبکہ آئمہ حدیث نے اس سلسلہ تعامل کے ساتھ ایک اور سلسلہ قائم کیا اور امور تعاملی کا اسناد، راستگو اور متدین راویوں کے ذریعہ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا تو پھر بھی اس پر جرح کرنا درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے، جن کو بصیرت ایمانی اور عقل انسانی کا کچھ بھی حصہ نہیں ملا۔'' (شہادت القرآن/ رخ ج٦/ص٣٠٤۔)

☆ اور دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ ''یاد رکھو کہ جو شخص احادیث کو ردی کی طرح پھینک دیتا ہے وہ ہرگز ہرگز مومن نہیں ہو سکتا کیونکہ اسلام کا ایک بہت بڑا حصہ ایسا ہے کہ جو بغیر مدد احادیث ادھورا رہ جاتا ہے، جو کہتا ہے کہ مجھے احادیث کی ضرورت نہیں وہ ہرگز مومن نہیں ہو سکتا۔ اسے ایک دن قرآن کو بھی چھوڑنا پڑے گا'' (ملفوظات، ج١٠/ص٢٦٥)

☆ اس موقف کے بعد مرزا صاحب اور ان کی جماعت اب مسیح اور مہدی والی حدیثوں کی تاویلیں اور جرح، حتیٰ کہ انکار کیوں کرتی ہے؟ کیا اس لیے کہ اس کے بغیر خود ساختہ نبوت کا کوئی راستہ نظر نہ آیا؟ اب مرزا صاحب اپنے مقاصد کی طرف قدم بڑھاتے ہیں۔ اوپر دیئے گئے دونوں حوالوں کو ذہن میں رکھیں اور پھر دیکھیں کہ کتنی فنکاری سے احادیث کو قرآن کریم کا مقابل قرار دیکر احادیث کے وجود کے بارے میں سوال کھڑے کرنے کی کوشش کر رہے ہیں:

☆ مرزا صاحب نے ایک اور آسان نسخہ ڈھونڈا کہ ان کے دعوے چونکہ خروج دجال اور نزول عیسیٰ کی علامات و آثار، نہایت تفصیل کے ساتھ احادیث میں موجود ہیں اور ان کے پاس ان سے بھاگنے کی کوئی صورت نہیں، یا پھر مسلمانوں کی نظر میں منکر حدیث بنیں، اس سے بچنے کے لیے ان کے ذہن نے اس کا پہلا حل تو یہ ڈھونڈا کہ قرآن اور احادیث کے تعلق کو فنکاری کے ساتھ ایک دوسرے کے مقابل لا کر احادیث کی ضرورت اور عدم ضرورت کے سوالات پیدا کیے جائیں، میری اس بات کی تصدیق مرزا صاحب کا یہ ارشاد کر رہا ہے۔

☆ ''کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان لوگوں کو وصیت تھی کہ میرے بعد بخاری کو ماننا؟ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت تو یہ تھی کہ کتاب اللہ کافی ہے۔ ہم قرآن کے بارے میں پوچھے جائیں گے نہ کہ زید اور بکر کے جمع کردہ سرمایہ کے بارے میں یہ سوال ہم سے نہ ہوگا کہ تم صحاحِ ستہ وغیرہ پر ایمان کیوں نہ لائے۔ پوچھا تو یہ جائے گا کہ قرآن پر ایمان کیوں نہ لائے۔

☆ بحث کے قواعد ہمیشہ یاد رکھو۔ اول قواعد مرتب ہوں، پھر سوال مرتب ہوں، کتاب اللہ کو مقدم رکھا جائے۔ احادیث ان کے (کن کے؟۔ناقل) اقرار کے بموجب خود ظنیات ہیں۔ یعنی صدق اور کذب کا ان میں احتمال ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ ممکن ہے سچ ہو، اور ممکن ہے کہ جھوٹ ہو۔

☆ لیکن قرآن شریف ایسے احتمالات سے پاک ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی قرآن شریف تک ہی ہے۔ پھر آپ فوت ہو گئے۔ اگر یہ احادیث صحیح ہوتیں اور مدار ان پر ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما جاتے کہ میں نے حدیث جمع نہیں کیں۔ فلاں فلاں آوے گا تو جمع کرے گا تم اُن کو ماننا'' (ملفوظات، ج ۴/ص ۱۵۱) چونکہ مرزا صاحب کو یقین تھا کہ یہ عذر کافی نہیں ہوگا دوسرا طریقہ یہ اختیار کیا کہ

احادیث کے متعلق ذہنوں میں شکوک:

احادیث کے ایک بہت بڑے حصہ کے متعلق شکوک ذہنوں میں ڈالنا شروع کر رہے ہیں:

☆ اس کے بعد مرزا صاحب نے ایک اور آسان نسخہ ڈھونڈا کہ صحیح بخاری کی ایک حدیث کو بیان کر کے اس پر اپنا یہ نوٹ لگایا، ''بخاری جو فن حدیث میں ایک ناقد بصیر ہے ان تمام روایات کو معتبر نہیں سمجھتا۔ یہ خیال ہرگز نہیں ہو سکتا کہ بخاری جیسے جدوجہد کرنے والے کو وہ تمام روایات رطب و یابس پہنچی ہی نہیں، بلکہ صحیح اور قرین قیاس یہی ہے کہ بخاری نے ان کو معتبر نہیں سمجھا، اس نے دیکھا کہ دوسری حدیثیں اپنی ظاہری صورت میں امامکم منکم کی حدیث سے معارض ہیں اور یہ حدیث غایت درجہ کی صحت پر پہنچ گئی ہے اس لیے اس نے ان مخالف المفہوم حدیثوں کو ساقط الاعتبار سمجھ کر اپنی صحیح کو ان سے پُر نہیں کیا'' (ازالہ اوہام/ رخ ص ۱۷۳/ ج ۳) اب اگر مرزا جی کی اس رطب و یابس میں چھپے ہوئے پیغام کو دیکھیں تو کس پُرکاری سے قاری کے ذہن میں یہ بٹھا رہے ہیں کہ صحیح بخاری کے سوا جتنی بھی کتب احادیث ہیں، خواہ صحیح، خواہ سند، سب رطب و یابس ہیں۔ دیکھیں ایک ہی تمہید سے کس فنکاری کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہزار ہا احادیث اور ارشادات کو رطب و

یابس قرار دے دیا اور ان اماموںؒ کی سالہا سالوں کی کاوشوں پر پانی پھیر دیا اور نیز وہ جو ہزاروں شرعی مسائل ان حدیثوں سے نکلتے ہیں ان کو بھی مشکوک کر دیا۔ اگر یہ مان لیا جائے کہ امام بخاریؒ ہی صرف حامل علم نبوی تھے تو یہ بھی غلط ہوگا۔ دیباچہ بخاری شریف صفحہ ۸۰ پر امام بخاریؒ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا مجھے ایک لاکھ صحیح حدیثیں یاد ہیں اور دو لاکھ غیر صحیح، اب صرف دو ہزار احادیث صحیح بخاری درج ہیں صرف ان پر کیسے انحصار کر سکتے ہیں جبکہ خود امام بخاریؒ کا بیان ایک لاکھ صحیح حدیثوں کا ہے اور اس کی ایک بڑی واضح مثال کہ حجۃ الوداع کا قصہ اور مسلم کی حدیث جو جابرؓ سے مروی ہے بخاری میں نہیں ہے، حالانکہ سارا عالم اسلام اسکو صحیح سمجھتا ہے اور مرزا جی نے بھی اس کی صحت سے عدم اتفاق نہیں کیا اور صرف اسی آخری نصیحت سے ہی علماء نے تقریباً ڈیڑھ سو سے زیادہ مسائل نکالے ہیں۔ اب مرزا جی تو نہیں رہے، ان کے سلسلے کے علماء ہی بتائیں گے کہ امام بخاری نے اس حدیث کو کیوں نہیں لیا اور ان کے نہ لکھنے کی وجہ سے کیا یہ بھی رطب و یابس ہے؟ خود ہی دیکھ لیجئے کہ کتنا غلط اصول پیش کیا مرزا جی نے۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ مرزا جی نے کئی وضعی حدیثیں، بڑی ڈھٹائی سے صحیح بخاری سے منسوب کر دیں، حالانکہ ان کا کوئی وجود نہیں، ویسے بھی کئی حدیثیں مرزا صاحب نے اپنے ذہنی کارخانے میں گھڑی ہیں۔ اب مرزا صاحب لوگوں کے منہ تو نہیں پکڑ سکتے تھے، پرکاری کی انتہا دیکھئے کہ کس طرح احادیث کو چھانٹنے کا جواز پیش کرتے ہیں:

☆ مرزا صاحب نے حدیثوں میں بیان کردہ تفصیلات سے اختلاف کرتے ہوئے اپنے دعووں کے ثبوت میں کچھ حدیثوں کو لے لیا اور کچھ کو جزوی طور پر قبول کیا اور باقی احادیث سے مکمل اغماض و بے تعلقی دکھائی، اس اغماز کا جواز کیا دیتے ہیں۔ ''تمام احادیث صحیح نہیں بلکہ بعض تلفیق پر مبنی ہیں اور ان میں اختلاف بہت ہے اور اُمت میں افتراق کا باعث احادیث ہوئی ہیں۔ اِنھی کی وجہ سے شافعی، حنبلی، مالکی، حنفی اور شیعہ فرقے بنے ہیں اور مولف امت سے اختلاف کو مٹانے اور قرآن مجید کو قبلہ (کون سے قادیان میں نازل ہونے والے یا مکہ مدینہ میں نازل ہونے والے قرآن کو؟۔ ناقل) بنانے کے لیے مبعوث ہوا ہوں۔'' (آئینہ کمالات اسلام/ رخ ج ۵/ ص ۴۲، انڈیکس) اس جگہ موقع نہیں ورنہ سوال اٹھا تا کہ آپ نے کون سا اتفاق پیدا کیا اور کتنا اختلاف؟ اور دوسری جگہ لکھتے ہیں ''<u>جس حالت میں میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کر کے بھیجا ہے اور مجھے بتلا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے۔</u>'' (اربعین ۴/ رخ، ج ۱۷/ ص ۴۵۴) لیکن مزے کی بات یہ ہے کہ ایسی کوئی فہرست نہیں چھوڑی جس سے ہم جیسوں کو پتہ چل سکے کہ خدا نے ان کو کیا بتایا، اور نہ ہی کوئی ایسا ثقہ اصول چھوڑا جس کو اختیار کر کے ایک عام آدمی نہ سہی ایک عالم ہی کو پتہ چل جاتا کہ مرزا جی نے آخر کون سا اصول خدا سے پایا، جس کو وہ بھی اختیار کر کے صحیح احادیث پیش کر سکے اور غیر صحیح حدیث کے بیان کرنے سے بچ کر لوگوں کے اور اپنے ایمان کو بچاوے۔ اور نہ ہی قرآن کا کوئی صحیح معنوں والا ترجمہ، جس پر خدا نے انکو اطلاع بخشی ہے، اپنے پیچھے چھوڑا ہے۔ شاید قادیانی

جماعت کے بزرجمہر کچھ بتا سکیں؟ مرزا صاحب اسی پر بس نہیں کرتے بلکہ ان کی راوی حدیث پر اعتبار متزلزل کرنے کی کوشش بھی ملاحظہ کیجیے:

☆ پھر احادیث پر لوگوں کا اعتبار ڈھل مل کرنے میں مرزا جی نے، اس ہستی، اس صحابیؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر، جس کے توسط سے سب سے زیادہ احادیث امت تک پہنچی ہیں۔ ایسے خیالات کا اور گھٹیا زبان کا استعمال کیا ہے کہ کوئی صحیح مسلمان ایسی بات کا سوچ بھی نہیں سکتا، اور اس طرح مرزا جی نے ایسی کم ظرفی کا مظاہرہ کر کے گناہ بھی کمایا ہے اور مسلمانوں کا دل بھی دکھایا ہے،، اور اسلام، احادیث کے دشمنوں کو خوش بھی کیا ہے۔ مرزا صاحب لکھتے کیا ہیں بلکہ یہ کہنا صحیح ہوگا کہ مرزا صاحب کا قلم ان کے دل کا بغض اُ گلتا ہے اور ایک بار نہیں کئی بار اور کئی جگہ؟ (۱) ''ابو ہریرہؓ غبی تھا، درایت اچھی نہیں رکھتا تھا۔'' (اعجاز احمدی/ رخ ص ۱۲۷/ ج ۱۹) (۲) ''ابو ہریرہؓ فہم قران میں ناقص ہے۔ اس کی درایت پر محدثین کو اعتراض ہے۔'' (ضمیمہ نصرۃ الحق/ رخ ص ۴۱۰/ ج ۲۱) (۳) ''درایت او رفہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا'' ضمیمہ نزول المسیح / رخ، ج ۱۹/ ص ۱۲۷۔ اور یہ لکھتے ہوئے نہ تو کبھی مرزا کا قلم کانپا اور نہ ہی یہ حدیث سامنے آئی کہ، ''جس نے مجھ پر اور میرے صحابہ پر تنقید کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں سمجھے''۔ لیکن مرزا صاحب کو کون سا جہنم کا ڈر تھا انکے باقی کونسے کام جنت میں جانے والے ہیں یا شرافت اور انسانیت کے معیاروں پر پورا اتر رہے ہیں؟ جب دیکھا کہ ابھی بھی کام نہیں بنا تو حدیث پیش کرنے کا ٹنٹا ہی ختم کرتے ہیں:۔

☆ لیکن اتنا کچھ کرنے کے باوجود بھی لوگوں کا عترض باقی رہتا ہے تو فیصلہ کرتے ہیں کہ حدیث پیش کرنے یا نہ کرنے کا ٹنٹا ہی اُڑا دو اور اپنے کو حدیث پیش کرنے یا نہ کرنے سے آزاد کرتے ہوئے فرماتے ہیں، ''تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں، جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔'' (اعجاز احمدی/ رخ، ج ۱۹/ ص ۱۴۰) اب آپ دیکھیں کہ اس تحریر کا کیا مطلب نکلتا ہے، اول اگر ایک حدیث قرآن کے مطابق بھی ہے لیکن مرزا صاحب کی وحی کے مطابق نہیں تو وہ بھی ردی کا کاغذ ہے، یعنی بالواسطہ طور پر مرزا نے اپنی وحی یا الہام کو قرآن سے بھی برتر قرار دے لیا۔ دوسرے عالم اسلام کے چودہ سو سالہ علمی ذخیرہ کو اپنے قلم کی ایک جنبش سے کالعدم قرار دے دیا، حالانکہ صرف اور صرف احادیث سے ہی کسی مہدی یا مسیح کے آنے کی خبر ملتی ہے اور اسی علمی ذخیرہ کو رد کر دیا جس سے مرزا صاحب کو اپنے دعوے کی بنیاد ملی۔ مسلمانوں کو اپنی طرف راغب کرنے کے لیے مواد ملا (جس کو مرزا صاحب نے مرضی کے مطابق توڑا مروڑا)۔ ''جس تھالی میں کھائے، اسی میں چھید کرے'' کے مصداق مرزا غلام اے قادیانی صاحب جیسے، ''صاحب لوگ'' ہی ہوتے ہیں۔ اور جیسا کہ آپ شروع میں مرزا صاحب کا حوالہ دیکھ آئے ہیں کہ جو شخص احادیث کو ردی کی ٹوکری میں پھینکتا ہے وہ ہرگز ہرگز مومن نہیں ہوسکتا، اور یہاں یہ خود مان رہے ہیں کہ احادیث کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے ہیں تو پھر اپنے بقول مرزا صاحب ہرگز ہرگز

مومن بھی نہیں، کجا مجدد، مامور، مسیح یا نبی وغیرہ وغیرہ۔

مال اکٹھا کرنے:۔ کے لیے بے سند (بقول مرزا صاحب) حدیث بھی کام آتی ہے:

☆ لیکن جب ہر نام پر، ہر خواہش پر مال اکٹھا کرنے کی باری آتی ہے اسوقت جو احادیث مرزا صاحب نے ”بے سند“۔”بے بنیاد“۔”ضعیف“ اور امام بخاریؒ کی رَد کی ہوئی ہے، وہ حدیث کس طرح موم کی ناک کی طرح موڑ کر ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء“۔”رسول اللہ کی پیشگوئی“۔”جس کی ضرورت حدیث میں تسلیم شدہ“۔”جس کی وجہ سے مسیح موعود کی مسجد اقصیٰ حدیث والی مسجد اقصیٰ“ قرار پاتی ہے۔

☆ پہلے اس حدیث پر جرح کرتے ہیں اور اسکو غلط ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں ذرا آپ بھی پڑھیے ”ثابت نہیں ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں دمشق میں کوئی منارہ تھا، اس سے پایا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اگر کوئی منارہ بنا تو وہ سند نہیں ہے“، اسی طرح آنحضرت کے وقت میں سن ہجری نہ تھا، یہ سن خلافت دوم میں بنا ہے تو اس حدیث سے سن ہجری کی صدی کیونکر مراد لی جاسکتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سن ”فیل“ مروج تھا اور اس سن کا سن ہجری سے ۵۳ سال کا فرق ہے، لہٰذا یہ حدیث سند نہیں ہے“ (اصل فارسی اور عربی میں ہے) (آئینہ کمالات اسلام/ رخ، ج۵/ص۴۷۲) لیکن مزید اس حدیث پر دوسری جگہ لکھتے ہیں ”ناگہاں مسیح ابن مریم ظاہر ہو جائیگا اور وہ ایک منارہ سفید کے پاس دمشق کے شرقی طرف اترے گا مگر ابن ماجہ کا قول ہے کہ بیت المقدس میں اترے گا اور بعض کہتے ہیں کہ نہ بیت المقدس اور نہ دمشق بلکہ مسلمانوں کے لشکر میں اترے گا جہاں حضرت مہدی ہوں گے...... (دیکھئے کہ اس حدیث کو ضعیف قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ۔ناقل) ”یہ وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم میں امام صاحب نے لکھی ہے جس کو ضعیف سمجھ کر رئیس المحدثین امام محمد اسماعیل بخاری نے چھوڑ دیا“ (ازالہ اوہام/ رخ، ج۳/ص۲۱۰)

دیکھیں مرزا غلام اے قادیانی (اپنے بقول) بطور حکم، مجدد، محدث اور مسیح وغیرہ وغیرہ اس حدیث کو غلط ثابت کر چکے ہیں۔ لیکن اب دیکھئے ایک وقت میں جس حدیث کو بے سند اور ضعیف قرار دیتے ہیں، مال کمانے کے لیے اس کا حوالہ دے کر لوگوں سے کیسے پیسے اکٹھے کیے جا رہے ہیں؟ شوکت اسلام کے نام چندہ کی اپیل (ذاتی جائداد اور رسوخ کو وسیع کرنے کے لیے) کے نام پر کشکول پھیلاتے ہوئے اشتہار شائع کرتے ہیں اور اس میں لکھتے ہیں، (اشتہار کے چیدہ چیدہ حصے اس طرح پیش کیے ہیں کہ مفہوم میں کوئی فرق نہ پڑے، اگر کسی کو اعتراض ہو تو مکمل اشتہار پڑھکر دیکھ لے)

☆ ”قادیان کی مسجد جو میرے والد صاحب مرحوم نے مختصر طور پر دو بازاروں کے وسط میں ایک اونچی زمین پر بنائی تھی۔ اب شوکت اسلام کے لیے بہت وسیع کی گئی۔ اب اس مسجد کی تکمیل کے لیے ایک اور تجویز قرار پائی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسجد کی شرقی طرف جیسا کہ حدیث رسول اللہ کا منشاء ہے ایک نہایت اونچا منارہ بنایا جائے اور وہ منارہ تین کاموں کے لیے مخصوص ہو۔[۱] اول یہ کہ تا موذن اس پر چڑھ کر پنجوقتہ بانگ نماز دیا کرے۔[۲] دوسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی بہت اونچے حصے پر ایک بڑا

لالٹین نصب کر دیا جائیگا۔[۳] تیسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس مینارہ کی دیوار کے کسی اونچے حصہ پر ایک بڑا گھنٹہ جو چار سو یا پانچ سو کی قیمت کا ہوگا نصب کر دیا جائیگا۔ اب تیسری وجہ کی مزید تشریح میں اور باتوں کے علاوہ یہ دلچسپ تشریح بھی لکھتے ہیں ” تیسرے وہ گھنٹہ جو اس منارہ دیوار میں نصب کیا جائیگا اس میں یہ حقیقت مخفی ہے......سو آج سے دین کے لیے لڑنا حرام کیا گیا ہے......غرض یہ گھنٹہ جو وقت شناسی کے لیے لگایا جائیگا مسیح کے وقت کی یاددہانی ہے۔

☆ اور خود اس منارہ کے اندر ہی ایک حقیقت مخفی ہے اور وہ یہ کہ حدیث نبویہ میں متواتر آ چکا ہے کہ مسیح آنے والا صاحب المنارہ ہوگا (واہ مرزا صاحب، آپ کے دجل اور تحریف کے کیا کہنے، کہیں یہ نہیں لکھا کہ صاحب المنارہ ہوگا بلکہ یہ لکھا ہے کہ سفید مینارہ پر نازل ہوگا اور ہر سمجھدار کم از کم مینارہ پر اترنے یا صاحب المنارہ ہونے میں جو تضاد ہے سمجھ سکتا ہے اور میں چیلنج کرتا ہوں کہ قادیانی جماعت کو کہ وہ کسی ایک کمزور حدیث کو ہی پیش کر دیں جس میں مسیح کے لیے ”صاحب المنارہ“ کا لفظ استعمال کیا گیا ہو، جو وہ کبھی بھی نہیں پیش کر سکتے، انشاء اللہ۔ ناقل)۔ یعنی اس کے زمانہ میں سچائی بلندی کی انتہا تک پہنچ جائے گی......(احمدیو! کیا واقعی سچائی بلندی کی انتہا تک پہنچ گئی ہے؟ دنیا کی بات بھی نہیں کہتا بلکہ اپنی جماعت کی اندرونی حالت پر ہی جواب دے دو؟۔ ناقل)......اور قدیم سے مسیح موعود کا قدم اس بلند مینار پر قرار دیا گیا ہے جس سے بڑھکر اور کوئی عمارت اونچی نہیں......ایسا ہی مسیح موعود کی مسجد اقصیٰ بھی مسجد اقصیٰ ہے (اس زمانہ میں یورپ اور امریکہ ہی نہیں ہندوستان میں ہی کئی مینار مرزا جی کے مجوزہ مینار سے اونچے تھے۔ اور روحانی طور پر مکہ معظّمہ، مدینہ منورہ، مسجد اقصیٰ کے مینار اونچے تھے، ہیں اور تا قیامت رہیں گے۔ لیکن مرزا جی ایسی ہی دور کی کوڑیاں لایا کرتے تھے۔ ناقل)۔

☆ ایک روایت میں خدا کے پاک نبی نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ مسیح موعود کا نزول مسجد اقصیٰ کے شرقی منارہ کے قریب ہوگا۔ (حاشیہ میں اس کی تشریح کرتے ہوئے ہمارا گاؤں قادیان اور یہ مسجد دمشق کے شرقی جانب ہے اور چونکہ حدیث میں اس بات کی تصریح نہیں کہ وہ دمشق سے ملحق ہوگا بلکہ دمشق سے شرقی طرف واقع ہوگا، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ منارہ یہی مسجد اقصیٰ کا منارہ ہے، (جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی۔ ناقل)......مسیح کا نزول منارہ کے پاس ہوگا۔ دمشق کا ذکر اس حدیث میں جو مسلم نے بیان کی ہے......کہ مسیح کا منارہ جس کے قریب اسکا نزول ہوگا دمشق سے شرقی طرف ہے اور یہ بات صحیح بھی ہے......

☆ اور یہ منارہ وہ منارہ ہے جس کی ضرورت حدیث نبویہ میں تسلیم کی گئی۔ اور اس منارہ کا خرچ دس ہزار سے کم نہیں۔ اب جو دوست اس منارہ کی تعمیر کے لیے مدد کریں گے میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بھاری خدمت انجام دیں گے (اس میں کیا شک ہے کہ اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ کاٹ کر پہلے تمہارے اور اب تمہاری اولاد کے شاہی اللے تللے پورے کرنا واقعی بھاری خدمت ہے۔ ناقل)“ (اشتہار نمبر ۲۲۱ (مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۰ء)، مجموع اشتہارات/ ج ۳، ص ۲۸۲ تا ۲۹۷)

اس کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دوسرے اشتہار نمبر ۲۲۳، مندرجہ صفحہ نمبر ۳۱۴ تا ۳۲۴، مجموعہ اشتہارات، ج ۳، میں بڑے جذباتی انداز اور مریدوں کے اخلاق اور جذبہ قربانی کو بلیک میل کرتے ہوئے، ان کے مال کے طلبگار ہوتے ہیں اور تاکید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”سو واضح ہو کہ ہمارے سید و مولا خیر الاصفیاء خاتم الانبیاء سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی ہے کہ مسیح موعود جو خدا کی طرف سے اسلام کے ضعف اور عیسائیت کے غلبہ کے وقت میں نازل ہوگا اس کا نزول ایک سفید منارہ کے قریب ہوگا جو دمشق سے شرقی طرف واقع ہے۔“ (ایضاً ص ۳۱۵)

اب آپ:۔ اوپر دئے ہوئے حوالہ جات کا جائزہ لیں تو مندرجہ ذیل باتیں سامنے آتی ہیں۔

☆ پہلے دو حوالہ جات (آئینہ کمالات اسلام اور ازالہ اوہام) میں مرزا صاحب نے ان روایات کو بطور ملہم، مجدد، مسیح موعود، جس کو خدا ایک لحہ بھی غلطی پر نہیں رہنے دیتا، اور کوئی لفظ خدا کی منشاء کے بغیر نہیں بولتا، ان احادیث کو جن میں مسیح علیہ السلام کا سفید مینارہ پر نازل ہونیکا ذکر ہے بے سند اور ضعیف قرار دیا ہے۔

☆ پھر ان تمام احادیث یا انکے وہ حصے جو مرزا صاحب نے حوالہ کے طور پر دئے ہیں ان میں بھی واضح طور پر لکھا ہے کہ سفید مینارہ پر نازل ہوگا، یہ نہیں سفید منارہ کے قریب اور یہ بھی نہیں کہ وہ آکر سفید مینارہ لوگوں کی جیب کاٹ کر بنائے گا۔

☆ جب بے نماز باپ کی بنائی ہوئی مسجد پر مینارہ بنانے کے لیے مرزا صاحب کو پیسے اکٹھے کرنیکا خیال آیا تو انہی احادیث کو جنکو الہامی حیثیت میں غلط یا بے سند اور ضعیف قرار دے چکے تھے یک جنبش قلم نہ صرف صحیح (بغیر اس تشریح کے کہ کب سے باسند ہوگئی ہے؟) قرار دے دیا بلکہ پاک پیشگوئی قرار دیکر اسکا مصداق اپنی مسجد کو بنالیا اور پھر ایک بار نہیں کئی بار، واہ مرزا جی واہ کیا کہنے، ویسے میرے خیال میں ایسی ہی صورت حال میں کسی شاعر نے آپ جیسے مہربان کے لیے خوب کہا ہے ”چت لیٹیں تو اوڑھنی، پٹ لیٹیں تو بچھونا“

☆ مرزا صاحب کا حوالہ جیسا کہ پہلے دے چکے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کوئی سفید مینار نہیں تھا، تو جب آپ نے دعویٰ کیا تو سفید مینار کے اوپر اترنے کی بات چھوڑیں، قریب نازل ہونے کے لیے بھی دمشق کے مشرق میں قادیان میں کوئی مینار نہ تھا، اب یہ کہاں لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نزول کے بعد سفید مینارہ بنائیں گے۔ اور مرزا صاحب نے اس کے علاوہ بھی جو تاویلیں کی ہیں، ان کے کیا کہنے۔

☆ پڑھنے والے صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ، اے نبی تاویلات، تو دجل میں، کم از کم اپنے وقت میں سب سے اونچے مینارہ دجل پر کھڑا تھا۔ اور پھر خدا نے جیسے شداد کو اس کی اپنی ہی بنائی ہوئی جنت میں داخل نہیں ہونے دیا اسی طرح مرزا صاحب بھی اس مینارہ پر چڑھنے اور اسکو مکمل دیکھنے کی حسرت ہی دل میں لیے اس دنیا سے چلے گئے اور خدا تعالیٰ کی مرضی، کہ یہ مینارہ مرزا صاحب کی زندگی میں پورا نہ ہوا اس طرح خدا نے بتا دیا کہ وہ جھوٹے مدعیان نبوت کے وہ منصوبے جو وہ پاک نبیوں اور اللہ کی گواہی کے طور پر بناتے ہیں کبھی پورے نہیں ہوتے اور مرزا صاحب اپنی کئی دوسری پیشگوئیوں کی طرح اس مینار کو بھی مکمل دیکھنے کی حسرت لیے رخصت ہوئے۔ مجدد

یت کے ثبوت میں جماعت احمدیہ اکثر ایک حدیث پیش کرتی ہے:

☆ '' **ان اللّٰہ یبعث لھذہ الامة علی راس کل مائة سنة من یجددلھا دینھ** ۔(مشکوٰۃ کتاب العلم)
ترجمہ: یعنی ہرصدی کے سر پر مجدد آئے گا۔''

☆ اب آپ دیکھیں کہ یہ حدیث پہلی بات یہ کہ ابوداؤد، کتاب الملاہم جلد دوم، ص۳۲۔ کے مطابق یہ روایت موقوف ہے لہٰذا حجت نہیں'' اور'' کتاب تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ اس حدیث کے راویوں میں ایک راوی ابنِ وہب جو مدلس ہے، لہٰذا قابل اعتبار نہیں''۔ان روائتوں کو مرزا صاحب اس نظر انداز کرتے ہیں جیسے کہ انکا وجود ہی نہیں، حالانکہ دیانتداری کا تقاضہ تھا کہ جب ایک روایت پیش کی ہے تو اسکے بارے میں دوسری کتب احادیث میں جو درج ہے وہ بھی پیش کرنا چاہیئے تھا اور قاری کو فیصلہ کرنے دینا تھا کہ وہ اس دلیل کو مرزا صاحب کے موقف کے مطابق تسلیم کرے یا نہ کرے، کیونکہ مرزا صاحب بقول انکے کوئی عام مصنف نہیں بلکہ سلطان القلم اور مجددیت اور ماموریت کا دعویٰ کر رہے تھے۔جس شخص کا اتنا بڑا دعویٰ ہو اس کی تحریر بھی انتہائی شفاف ہونی چاہیے۔

☆ اس کے علاوہ جو اہم بات ہے، وہ یہ کہ یہ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے اور حضرت ابو ہریرہؓ (نعوذ باللہ) بقول مرزا صاحب کے غبی ہیں اور جو غبی ہو اس کی بات سند نہیں ہوتی، کیونکہ اس کی بات میں غلطی کا بہت زیادہ احتمال ہوتا ہے اور مرزا صاحب کا دعویٰ مجددیت، نبوت وغیرہ وغیرہ کا تھا۔اور جس کو مرزا صاحب غبی اور عقل و فہم سے عاری قرار دیتے ہیں اس کی بیان کی ہوئی بات کو اپنی مجددیت کا ثبوت بنانا مرزا صاحب کا ہی حوصلہ ہے، واہ مرزا جی......ہم کرتم کو نہیں آئی۔لیکن مرزا صاحب کا کام تھا کہ میٹھا ہپ ہپ، کڑوا تھو تھو، یعنی جو چیز مرزا صاحب کی ضرورت کے مطابق ہو وہ صحیح ہے اور جو مرزا صاحب کی ضرورت سے مطابقت نہیں رکھتی چاہے وہ کتنی ہی باعتبار کیوں نہ ہو مرزا صاحب کے نزدیک ردی کی ٹکری میں پھینکے جانے کے لائق ہے۔لیکن بات صرف یہیں تک نہیں بلکہ وضعی حدیث:۔جب اور جہاں دل چاہا، حدیث وضع کر لی۔

☆ مرزا صاحب کرشن کو نبی ثابت کرنے کے لیے ایک اپنے وضع کردہ خیال کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے منسوب کر کے یہ حدیث کے طور پر پیش کیا،'' **کان فی الھند نبیاً اسود اللون اسمہ کاھنا**۔ترجمہ: ہند میں ایک نبی گزرا ہے جو سیاہ رنگ کا تھا، اس کا نام کاھنا تھا یعنی کنہیا جس کو کرشن کہتے ہیں''۔ضمیمہ چشمہ معرفت/ رخ، ج۲۳/ص۳۸۲۔کوئی احمدی کہلانے والا بتا سکتا ہے کہ حدیث کی کونسی کتاب میں یہ حدیث ہے؟

☆ ایک اور جگہ مرزا صاحب نے لکھا،'' اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں، مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی کہ ھذا خلیفة اللّٰہ المھدی۔اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب

میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔'' (شہادۃ القرآن/ رخ، ج۶/ص۳۳۷) دیکھیں مرزا صاحب بخاری شریف میں دعویٰ کر رہے ہیں لیکن کوئی شخص بخاری شریف میں یہ حدیث نہیں دکھا سکتا، لیکن اصل سوال یہ ہے کہ مرزا صاحب کا ایک دعویٰ مہدی موعود کا بھی ہے۔ اور کون نہیں جانتا کہ مہدی علیہ السلام کی آمد کی خبر صرف احادیث سے ہی ہم کو ملی ہے۔ مرزا صاحب کی جو کتاب بھی جماعت احمدیہ شائع کرتی ہے اسکے مرزا غلام احمد نام کے بعد ''مسیح موعود و مہدی موعود'' کا ٹائٹل لکھا ہوتا ہے۔ اور مہدی کے متعلق احادیث کے بارے میں مرزا غلام اے قادیانی یوں گوہر افشانی کرتے ہیں۔

☆ ''میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں وہ مہدی ہوں جو مصداق من ولد فاطمۃ ومن عترتی وغیرہ ہے، بلکہ میرا دعویٰ تو مسیح موعود ہونے کا ہے...... مہدی موعود کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں تمام مجروح اور مخدوش ہیں اور ایک بھی ان میں صحیح نہیں۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم/ رخ، ج۲۱/ص۳۵۶) یہ کتاب مرزا صاحب کے مرنے سے ایک سال ۱۹۰۷ء میں قبل مکمل ہوئی اور ان کی موت کے بعد شائع ہوئی۔ تعجب ہے کہ تمام احادیث کو مجروح قرار دینے کے باوجود بھی مہدی کا دعویٰ قائم ہے۔ اسی کتاب میں لکھتے ہیں

☆ ''اکابر محدثین کا یہی مذہب ہے کہ مہدی کی حدیثیں سب مجروح اور مخدوش بلکہ اکثر موضوع ہیں۔ اور ایک ذرہ ان کا اعتبار نہیں۔ بعض آئمہ نے ان حدیثوں کے ابطال کے لیے خاص کتابیں لکھی ہیں اور بڑے زور سے انکار کیا ہے۔ اور جبکہ یہ حال ہے کہ خود مہدی کا آنا ہی معرض شک وشبہ میں ہے تو پھر ابدال کا بیعت کرنا کب ایک یقینی امر ہو سکتا ہے۔ جب اصل ہی نہیں تو فروع کب صحیح ٹھہر سکتے ہیں۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ۵/ رخ ج ۲۱/ص۳۵۷) دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ

☆ ''محققین کے نزدیک مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں۔'' (ازالہ اوہام/ رخ ج۳/ص۳۴۴۔) اور ان محققین میں امام بخاریؒ اور مسلمؒ کو بھی شامل کرتے ہوئے لکھتے ہیں، ''امام بخاری اور مسلم نے مہدی کا کوئی ذکر نہیں کیا اور امام مہدی کا نام تک نہیں لیا''۔ ازالہ اوہام/ رخ ج ۳/ ص ٦٧، انڈیکس

☆ مزے کی بات یہ ہے کہ مرزا صاحب اپنے آپ کو فاطمی ثابت کرنے کے لیے اتنی دور دور کی کوڑیاں لائے ہیں، کبھی دادیاں اور کبھی کم ازکم ایک دادی سادات سے بتاتے ہیں، اور کبھی حضرت فاطمۃ الزہرہ کے ران پر کشف میں سر رکھتے ہیں، کبھی الہامی طور پر فاطمی النسل ہونے کے دعوے کرتے ہیں اور کبھی سادات کی دامادی کو بھی فاطمی ہونیکا جواز بناتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح بنی فاطمہ سے تعلق ثابت ہو جائے، تاکہ احادیث کے مطابق اپنے آپ کو مہدی قرار دے سکیں، لیکن اپنی بودی کوششوں اور بے پر کی خوب اُڑانے کے بعد بھی چونکہ اندازہ ہو گیا تھا کہ بات نہیں بنی، اس لیے ایسے کسی سوال کا ٹنٹا اُڑانے کے لیے اب کیا دلیل پیش کرتے ہیں، لکھتے ہیں کہ،'' یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ مسلمانوں کے قدیم فرقوں کو ایک ایسے مہدی کا انتظار ہے جو فاطمہ مادر حسین کی اولاد میں سے ہوگا اور نیز ایسے مسیح کی بھی انتظار ہے جو اس مہدی سے مل کر مخالفان اسلام سے لڑائیاں کرے گا۔

مگر میں نے اس بات پر زور دیا ہے کہ یہ سب خیالات لغو، باطل اور جھوٹ ہیں اور ایسے خیالات کے ماننے والے سخت غلطی پر ہیں۔ ایسے مہدی کا وجود ایک فرضی وجود ہے جو نادانی اور دھوکا سے مسلمانوں کے دلوں پر جما ہوا ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ بنی فاطمہ سے کوئی مہدی آنے والا نہیں اور ایسی تمام حدیثیں موضوع اور بے اصل اور بناوٹی ہیں جو غالباً عباسیوں کی سلطنت کے وقت میں بنائی گئی ہیں۔'' (کشف الغطاء/ رخ ج ۱۴/ص ۱۹۷)

☆ اس کے باوجود بھی شرم و حیا کو بالائے طاق رکھتے ہوئے جب اپنی ذات کے لیے یہ دعویٰ خلیفۃ اللہ المہدی الموعود جب مخصوص کر ہی لیا ہے تو ان کے پیروکار بتائیں کہ کیا مرزا صاحب کے لیے آسمان سے آواز آئی، مرزا صاحب کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر نے ایک بار ٹی وی پر کہا تھا کہ یہ حدیث کی پیشگوئی مرزا کا نام ٹی وی پر آنے سے پوری ہوگئی، لیکن وہ یہ کہتے ہوئے بھول گئے کہ اس سے بہت عرصہ قبل اور اَن گنت مرتبہ زیادہ تو ٹی وی پر یہ الفاظ آ چکے ہیں کہ مرزا کذاب، جھوٹا نبی اور دجال ہے، اگر ٹی وی پر اپنے مریدوں کے ذریعہ نام آنا یا نشر ہونا سچائی کی سند ہے تو پھر زیادہ معتبر سند مخالفین قادیانیت کی ہے۔

مسیح اور مہدی کا واہیات ہونا:

انگریزوں کو خوش اور مطمئن رکھنے کے لیے مسیح اور مہدی کا واہیات ہونا قرار دے رہے ہیں

☆ لکھتے ہیں کہ، ''اس گورنمنٹ دانشمند کو ان واہیات باتوں سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ کوئی مہدی ہو یا مسیح ہو اس سے ان کو کچھ غرض واسطہ نہیں''۔ ایام الصلح / رخ ج ۱۴/ص ۳۱۸۔

☆ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو واہیات باتیں قرار دیتے ہیں۔ ایسے خیالات ظاہر کرنے کے بعد یہ مرزا صاحب کا ہی حوصلہ ہے کہ وہ ''مسیح موعود'' اور ''مہدی موعود'' کا بھی دعویٰ کر کے منجملہ دوسری واہیاتیوں کے دو (۲) اور واہیاتیوں کا بھی ارتکاب کر گئے ہیں۔

☆ اور مسیح موعود کے طور پر جہاد کو منسوخ کرنے کے بارے میں جو دلیل بالتاویل دیتے ہیں اسکا جواز حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی پیش کرتے ہیں کہ حدیث میں ہے کہ مسیح آ کر جہاد کو موقوف کر دے گا اور اس بات کو پُر زور طور پر پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں۔'' کیوں چھوڑتے ہو لوگو تم نبی کی حدیث کو۔ جو چھوڑتا ہے تم چھوڑ دو اس خبیث کو''۔ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ/ رخ ج ۱۷/ص ۷۸)

☆ احمدیو! سوچو کہ کیا یہ شخص جو ہر لحہ جھوٹ، دجل، تاویل، تحریف کی چھریاں اپنے (بظاہر) مقدس لبادے میں چھپائے پھرتا ہے اور جسکا خدا ہر لحہ اسکے پہلے الہاموں پر تنسیخ کا خط پھیر کر اسکو سو فیصد مخالف الہامات کرتا ہے، کیا تم اس خدا کو ڈھونڈ رہے ہو یا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدا کو جو اپنے نبی کو ایک بار بیان کی ہوئی بات پر ہمیشہ قائم رہتا ہے، اور رسول کریم کے عمل صالح کو؟

☆ اگر تو مذہبی دکاندار کی پیروی کرنی ہے تو ٹھیک ہے لیکن اگر ایمان، اسلام، شرافت کی پیروی کرنی ہے تو پھر آپکو مرزا کو چھوڑنا ہوگا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑنا ہوگا۔ ہر چیز اس دنیا میں ممکن ہے مگر مرزا کا دین اور حقیقی

اسلام ایک ہوں یہ ممکن نہیں۔

☆ مرزا صاحب نے اپنی کتاب ست بچن میں لکھا ہے ''کسی عقلمند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا، ہاں اگر کوئی پاگل یا مجنوں یا ایسا ہی منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو اس کا کلام بیشک متناقض ہو جاتا ہے، صفحہ ۳۰

☆ اور اسی کتاب ست بچن کے صفحہ ۱۳۰ پر لکھتے ہیں ''ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں کیوں کہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق''۔

اس فقیر درِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مضمون میں بھی اور اپنے دوسرے مضامین میں بھی آپکے سامنے مرزا صاحب کی الہام کے نام پر متضاد باتیں رکھی ہیں، اب آپ بقول مرزا صاحب کے انکو پاگل سمجھ لیں یا منافق، بہرحال یہ طے ہے کہ مرزا صاحب نبی، مجدد یا ولی تو دور کی بات ہے ایک کھرے انسان بھی نہیں تھے، وہ ایسے بے شرم انسان تھے جس کو کبھی بھی خدا کا نام، (جو اپنی مقدس کتاب قرآن کریم میں کھلے طور پر کہتا ہے کہ میری باتوں میں تضاد نہیں اور میں اپنے وعدے پورے کرتا ہوں) لیکر ایک بات کہہ کر پھر اسی بات کے مخالف بات کو اسی خدا کے نام پر کہتے، اعلان کرتے ہوئے ذرہ بھر بھی جھجک محسوس نہیں ہوئی، بلکہ ڈنکے کی چوٹ پہلی بات کے مخالف بات کر کے دونوں کو الہام قرار دیکر خدا کو متناقض بات کہنے والا بنا کر پیش کرتے ہیں۔ اور جس حدیث کو پہلے غلط اور بے بنیاد کہا اسی کو پیسے بٹورنے کی خاطر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی قرار دے ڈالا اور دنیاوی مال کے حصول کی خاطر ایمان، شرافت، سچائی، قرآن شریف، احادیث، غرضیکہ ہر چیز داؤ پر لگا دی۔ بقول شاعر:

اگر تم چاہتے اسلام کا ہی بول بالا ہو
متاع دین و ایمان کو کبھی نیلام نہ کرتے

اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنی ہی تحریروں اور فیصلہ کے مطابق، ایک پاگل یا مجہول اور نبوت کے ناجائز دعویدار کے پیچھے لگتے ہو یا ہادی برحق کے جھنڈے تلے آتے ہو۔ احادیث کو چھوڑ کر اپنے ہی قول کے مطابق ''خبیث'' قرار پانے والے مرزا صاحب کو گلے لگاتے ہو یا چھوڑتے ہو؟

اللہ ہم سب کو راہ ہدایت پر رکھے اور انجام بخیر کرے۔ آمین۔

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501